© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متشابہات ——— آیاتِ قرآنی اہل اللہ کے دیدۂ اعتبار میں

جناب کیپٹن محمد قطب الدین احمد صاحب
بختیار کاکی۔

قرآن اور سیرۃ سوسائٹی کا ایک فعال شعبہ حلقہ "فکرِ قرآن" ہے۔ چند منتخب اصحاب ذوق پر مشتمل ہر ماہ کی درمیانی تاریخوں میں۔ اس بزم کا انعقاد ہوا کرتا ہے جس میں موضوعِ فکر کے لیے حسب ترتیب چند رکوعات دی جایا کرتی ہیں، اور شرکائے جلسہ اپنی اپنی توفیق و نصیبۂ فہم کے مطابق فکری تاثرات پیش کرتے ہیں۔ آج کل مطمحِ فکر و نظر سورۂ نحل ہے۔ حالیہ اجلاس میں اس ہیچ میرز نے اصحاب معرفت کے چند اعتبارات کے اظہار و بیان کی سعادت حاصل کی تھی جو اپنے ندرت فکر و تاثر میں ایک خاص کیفیت کے حامل ہیں، اس لیے اہلِ ذوق کے نزہت فکر و فواد کی خاطر بغرض اشاعت روانہ کیے جا رہے ہیں، امید کہ آپ اس کارِ خیر میں تعاون فرمائیں گے۔

مے من از تنک جاماں نگہ دار ‎ ‎ شراب پختہ از خاماں نگہ دار
شرار از نیستانے دور تر بہ ‎ ‎ بخاصاں بخش و از عاماں نگہ دار ‎ ‎ 'اقبال'

پانی صاف سرچشمہ کے قریب ہی کا ہوتا ہے، جتنا منبع سے دوری ہوتی جائے گی اتنا ہی وہ گدلا اور گندہ ہوتا جائے گا، خواہ اس دریا کا پاٹ کتنا چوڑا چکلا ہو جائے اور اپنے بہاؤ میں یہ کتنے ہی ٹھاٹھیں مارنے لگے، بلندی سرچشمہ ہی کو حاصل رہے گی اور دوری پستی ہی میں زیادتی کا موجب ہوگی۔ بہ مصداق اس انگریزی کہاوت کے: دریا اپنے منبع سے ہرگز بلند نہیں ہو سکتا۔ The stream can never
rise above the spring head محفوظ تصورت یہی ہے کہ اہل اللہ

© rasailojaraid.com

کے ارشادات کی روشنی میں راہِ ہدایت پر گامزن رہیں، جیسا کہ رموزِ بیخودی میں علامہ اقبالؒ کا ارشاد ہے:

زجہادِ عالمانِ کم نظر اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

عقلِ آبایت ہوس فرسودہ نیست کارِ پاکاں از غرض آلودہ نیست

آج کی صحبت میں جن رکوعات کو فکر و نظر کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا گیا ہے، دورانِ تلاوت جن آیات کی تفسیر و تعبیر کے تعلق سے ان بزرگانِ دین کے فرمودات ذہن و دماغ میں محفوظ تھے انہیں حسن ترتیب سے بصورتِ گلدستہ یکجا کر دیا گیا ہے: ..

گرچہ از بیگانگی خود را بہ بیگاں بستہ ام در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

یا پھر، ورڈس ورتھ (Wordsworth) کے الفاظ ہیں: میں دوسروں کے سرمایہ دانش کا جمع و تقسیم کنندہ ہوں -

I am but a gatherer & dispo-
ser of other men's stuff.

اس سلسلہ کی اوّلین آیت (نمبر ۵۱) جو پوری شانِ یکتائی کے ساتھ فکر و نظر کو ایک رشتہ میں پروئے ہوئے قلب و خاطر پر بجلی بن کر گر رہی ہے، پہلے وحیِ تنزیل کے تراشیدہ الفاظ میں اس کی تلاوت کر لی جائے:

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ اور اللہ فرماتا ہے: دو دو معبود اپنے لیے اختیار نہ کرو، حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے، تو دیکھو، صرف مجھی سے ڈرو۔

جب تک ترغیب و ترہیب کے سارے رشتے ایک ایک کر کے نہ ٹوٹیں گے، توحید میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک سے جڑنے کے لیے سب سے ٹوٹنا پڑے گا۔ واللہ لن یصل الی الکل الا من انقطع عن الکل۔ قسم بخدا! ذاتِ کل سے اس وقت تک واصل نہ ہو سکو گے جب تک ساری کائنات سے منقطع نہ ہو جاؤ گے۔

آنکس کہ پا نہاد بکوئے تو سر نداشت وانکس کہ سر نہاد بپائے تو بر نداشت

© rasailojaraid.com

اس راہ کی پہلی رکاوٹ نفسِ خادع کی دسیسہ کاریاں ہیں، اور یہی سب سے بڑا بت ہے، النفس ھی الصنم الاکبر۔ بایزید بسطامی نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا، سوال کیا، الٰہی! کیف الطریق الیک؟ جواب ارشاد ہوا، دع نفسک و تعال، ؎

بعلم اللہ! دو قدم راہ ست و دگر راہ نیست　　　　یکے بر نفسِ خود نہ، واں دگر در کوئے دوست نہ

کفر کی بنیاد نفس کی مرادات پر قیام کرنا ہے، اساس الکفر قیامک علی مراد نفسک۔

سنائی و سرمد کس دلآویز انداز میں اس صورتِ حال کی ترجمانی کر رہے ہیں:

با دو قبلہ در رہِ توحید نتواں رفت راست　　　　یا رضائے دوست باید، یا رضائے خویشتن

سرمد گلہ اختصار می باید کرد　　　　یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن بہ رضائے دوست می باید داد　　　　یا قطعِ نظر ز یار می باید کرد

عرفی بھی ان ہر دو کے ساتھ کھڑا ہوا اپنی فطری شانِ یکتائی کے ساتھ للکار رہا ہے:

کسے کہ رو بحریم رضا نمی آرد　　　　نویدِ وصل بہ ہوشِ صبا نمی آرد

حضورؐ کا ارشاد ہے میری امت میں شرک کی صورتیں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ تر ہیں جو کسی شبِ تیرہ و تار میں سنگِ سیاہ پر چل رہی ہو، اَلشِّرْکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلَۃِ الَّتِیْ تَدُبُّ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ عَلٰی صَخْرَۃٍ سَوْدَاءَ۔

ہمارا علم و ادب قرآن و حدیث کے افکارِ عالیہ سے اس قدر مالا مال ہے، اور ہمارے اسلاف نے ایسے ہر تخیل کو شعر و سخن کا جامہ پہنایا ہے جو حرف و صوت کے حسین پردوں سے زیادہ نفسِ مضمون کی خوش اندامی پر دلالت کرتا ہے۔

بہ طرز زندگی قامت موزونِ نازم　　　　یک قیامت نیست کہ شائستۂ اندام تو نیست

اس حدیث کے ترجمہ کو، لفظی رعایتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، کس خوش اسلوبی کے ساتھ ادبیت کے بلوریں آبگینوں میں چھلکایا گیا ہے

لاف بے شرکی مزن، کاں از نشانِ پائے مور　　　　در شبِ تاریک بر سنگِ سیاہ پنہاں تر است

ے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ دینی تخیل کو بلا تشریحات کی طرف رجوع کئے صرف اشعار ہی سے اس کی توضیح و تفسیر کی جا سکتی ہے۔

توحید کا میدان بڑا سنگلاخ ہے، یہاں رنج و راحت، نفع و نقصان کو زید و عمر کی طرف منسوب کرنا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔

دریں نوعے از شرک پوشیدہ است　　کہ زیدم بیازرد و عمروم بخست

حضرت نصیر الدینؒ چراغ دہلی کو سلطان و اخوان ہر دو نے جفا و ستم کا نشانہ بنایا۔ خود آپ کی خانقاہ میں رات کی تاریکیوں اور خلوت کی تنہائیوں میں ایک قلندر صفت در آیا اور آپ کے جسم کو زخموں سے لالہ زار بنا دیا۔ عقیدت مندوں نے اس ظلم و زیادتی کا قرار واقعی انتقام لینے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سب کے جواب میں یہ شعر تحریراً ارسال فرمایا ؎

چوں حوالہ ہائے ایں ضربت زجانے دیگر است　　تنگم آید گر بگویم کز فلاں رنجیدہ ام

جانداروں سے گذر کر بے جان اشیاء تک کا انتساب وہاں گوارا نہیں۔ جب بایزید بسطامیؒ کا انتقال ہوا۔ پوچھا گیا ہمارے دربار میں کیا لائے ہو، اس سوال پر بڑی شرمندگی ہوئی کہ کیا عمل بتاؤں۔ اپنے نزدیک بے غبار جان کر عرض کیا "توحید" لایا ہوں، کیونکہ یہ تو دینی شرط اسلام ہے، جس کے عرض کرنے میں کوئی دعویٰ نہیں۔ ارشاد ہوا ذرا لیلۃ اللبن کو یاد کرو، جب کہا تھا کہ دودھ پینے سے درد ہو گیا، کیا منہ لے کر دعویٰ توحید کرتے ہو، دودھ کو فاعل ٹھہرا چکے ہو۔ کانپ اٹھے، عرض کیا الٰہی بجز اعتراف عجز و قصور کوئی سرمایہ نہیں ہے ؎

ندارم ہیچ گونہ توشۂ راہ　　بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

یہ توحید ہے جو معرفت کے کامل ہونے سے کامل ہو جاتی ہے، اور پھر یہ حالت ہوتی ہے ؎

موحد چو بر پائے ریزی زرش　　چہ فولاد ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد ز کس　　ہمین ست بنیاد توحید و بس

سورۂ یوسف کی ابتداءات سے بھی، حدیث منہ جہۃ الصدر کی تائید ہوتی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ان میں سے اکثر کی حالت یہ ہے کہ خدا پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور پھر مشرک کے مشرک ہیں

ہم اس آیت کو پڑھ کر آگے گذر جاتے ہیں کہ یہ ہمارے متعلق نہیں، ہم تو کسی بُت کی پرستش نہیں کرتے۔ یعنی ہماری نگاہ مٹی اور پتھر کے بتوں کی طرف رہتی ہے۔ اور ان بتوں کو کبھی نہیں دیکھتے جو ہر آن ہمارے قلب و دماغ کے صنم کدوں میں ڈھلتے رہتے ہیں ؎

چہ حرفہا کہ درون حرمے ساختہ اند اہل توحید یک اندیش ودو تیم اند ہمہ ؂ اقبال

خواہشات اور دولت کو الٰہ بنانا اور غیر اللہ کو اپنی آرزؤں اور تمنّاؤں کا ملجا و ماوی سمجھنا یہ انسانیت کا عام روگ رہا ہے۔ انبیا تک نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل ؑ نے دعا فرمائی، وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ مجھے اور میری اولاد کو صنم پرستی سے باز رکھ! آپ کی مراد بتوں سے بھی خواہشات اور دولت کے بت تھے، کیونکہ نبوت کا مقام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ پتھروں کو خدا جاننے لگے۔ اس معاملہ میں اصل اساس استقامت و یکسوئی ہے، خواہ عیش و راحت کی خوش وقتیاں ہوں یا غم و اندوہ کی خستہ حالیاں، یہ ہر دو صورتیں کسی نوع سے فارق حال نہ ہو سکیں۔ ؎

نہ شادی داد سامانے، نہ غم آورد نقصانے بہ پیشِ ہمت ما ہر چہ آمد بود مہمانے

موجِ خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا

ترمذی کے حوالے سے مشکوٰۃ میں یہ روایت ہے۔ عن علی رحمہ اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا الحق وما لہ من صدیق، حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خدا عمر رضؓ پر رحم فرمائے، ان کی بے مدد رعایت حق گوئی نے کسی کو ان کا دوست نہیں رکھا۔ چنانچہ قاتل عمرؓ فیروز دیلمی کی برہمی اسی حق گوئی کا نتیجہ تھی۔ یہ ہے توحید ہی کی مختلف شانیں ہیں ؎

تیغ "لا" در پنجۂ ایں کافر دیرینہ دہ باز بنگر در جہاں ہنگامۂ "الا" ئے (من راقبال)

سفیان ثوریؒ کا قول ہے: کسے کہ نزد ہمسایہ اش دوست و نزد اخوانش محمود باشد بدانید ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آں مردمدا ہنست۔ اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے نزدیک دوست اور اپنے ساتھیوں میں پسندیدہ ہو تو جان لو کہ وہ اخلاقی جرأت سے محروم و دور خاہے۔ اس آخری دور میں مولانا محمد علی جوہر کی یہی حالت تھی کہ حق گوئی اور صداقت شعاری کے باعث سب رفیقان طریق نے ان کا ساتھ ایک ایک کرکے چھوڑ دیا اور گول میز کانفرنس میں اشاً قاشاً اور اپنی ذات سے اک انجمن کی شان کے ساتھ کیہ و تنہا پہنچے اور خود اپنے اس الہامی شعر کا مصداق ثابت ہوئے ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے　　یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دیکھیے ہمارے شعر و ادب کا سرمایہ اس مضمون کو کتنے بوقلموں انداز میں پیش کرتا ہے۔ شاہجہانی دربار کا ملک الشعراء ابو طالب کلیم کہتا ہے ؎

پسند خاطر یک تن نیم چہ چارہ کنم　　کہ بے نفاق بیک دل نمی تواں جا کرد

نظیری نیشاپوری اسی بادۂ گلرنگ کو اپنے ساغر میں اس طرح چھلکا رہا ہے ؎

تا یک دلت پسند کند قرب او مجوئے　　سرمایۂ قبول دو انکار عالم است

علامہ اقبال کس گہرائی میں غوطہ زن ہو کر اس مضمون کو اچھال رہے ہیں۔ ؎

دل بہ کسے نباختہ، با دو جہاں نہ ساختہ　　من بہ حضور تو رسم روز شمار ایں چنیں

سنگ نی باش و دریں کارگہ شیشہ گذر　　وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینا نہ رسید

اس کارگہ شیشہ گراں اور مینا خانۂ آب و رنگ میں اسوۂ حسنہ کو نصب العین بنایا جائے، تعظیم و تکریم تک کو گوارا نہ کیا جائے، تعظیمی برخاست کو یک لخت برخاست اور ان چاپلوسانہ انداز میں پیچھے چلنے والوں کو حضرت علیؓ کی طرح دو ٹوک انداز میں کہہ دیا جائے کہ یہ طریق تمہاری ذات اور میرے نفس کے لیے موجب فتنہ ہے۔ ایک مقام پر علامہ اقبالؒ اس طرح وقف مناجات ہوتے ہیں ؎

تا ز غیر اللہ ندارم ہیچ امید　　یا مرا شمشیر گرداں یا کلید

ہم حسب خفیض نکبت اور قعر مذلت میں گھرے ہوئے ہیں، زبان پر خدا کا نام لیکن سر حکمرانوں کے آستانوں پر جھکے ہوئے، ماتھے پر نماز کے گھٹے لیکن پیروں میں غیر اللہ کی بیڑیاں پڑی ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ٹکڑا بھی علامہ ہی کی زبان سے سن لیجئے۔

گرچہ بر لبہائے او نام خداست قبلۂ او طاقت فرمانرواست

بند غیر اللہ اندر پائے تست داغم از داغے کہ در سیمائے تست

اس کے بعد اگلی چار آیتوں میں فطرتِ انسانی کی دکھتی رگوں اور دل کے چوروں کو پکڑا گیا ہے، اور ساری پرستاریوں، پیر پرستی قبر پرستی اور اوہام پرستی کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ اصل کارساز حقیقی اور مربی وہی ہیں، عطا و بخشش ان ہی کی طرف سے ہے، از ما و شما بہانہ ساختہ اند۔ جیسا کہ مولانا روم نے کہا ہے:

او بد لہا می نماید خویش را او بدوزد خرقۂ درویش را

ہدیہ ہر کہ داری اے درویش ہدیۂ حق شمر نہ کدیۂ خویش

علامہ اقبال اس خصوص میں بطور ناز و ادا اللہ تعالیٰ سے شکوہ سنج ہیں:

من از کارِ آفریں داغم کہ بایں ذوق پیدائی نما پوشیدہ دارد شیوہائے کارسازی را

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ (النحل)، وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ خدا کے لیے ادنیٰ مثالیں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اس ذاتِ برتر کے لیے اعلیٰ ترین تمثیلات ہیں، وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

انسان کا عقل محسوسات کے دائرہ میں محدود ہے۔ جب وہ کسی غیر مرئی و غیر محسوس چیز کا تصور کریگی تو ناگزیر ہے کہ اس کے ذہن میں وہی چیزیں آئیں جنھیں وہ رات دن دیکھتی اور سنتی رہتی ہے۔ جو بھی اس نوع کا تصور قائم ہوگا وہ ناقص اور قیاس مع الفارق ہوگا۔ اصنام پرستی کی ساری بیماریاں تجسیم (Anthropomorphism) اور تشبیہ (Anthropopathism) ہی کا نتیجہ ہیں جن میں خدا کو بھی اپنی کوتاہ اندیشی سے ان کی اعضاء و جوارح اور احساسات و جذبات سے متصف کیا گیا ہے جن سے خود اس کی کمزور خلقت اپنی ساری ناتوانیوں کے ساتھ رنگ رہی ہے۔ مورتی پوجا (Ablatory) اور انا مورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا قارورہ ملتا جلتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں گھڑنے اور اپنی خستہ حال اور شکستہ بال عقل کو ان نارسا بلندیوں پر پہنچانے کی لاحاصل کوششوں میں تھکا مارنے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ ایک متناہی لانہایت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تم اپنی دانست میں جسے انتہا سمجھتے ہو وہ تمہارے طائر عقل کی حد پرواز ہے۔ جتنے بلند ہوتے جاؤ گے اتنی ہی وسیع سے وسیع تر فضائیں اپنی محیط الکل پہنائیوں کے ساتھ پیش نظر ہوتی جائیں گی اور تم عاجز و درماندہ ہو کر رہ جاؤ گے۔ دیکھیے اسلامی ادبیات میں اس صورت حال کی شعر و سخن کے آئینوں میں کس کمالِ فن کے ساتھ عکاسی و جلوہ طرازی کی گئی ہے۔

هرچه نزد تو بیش ازاں راه نیست ۔۔۔ غایت فهم تست الله نیست ۔۔۔ رومی
اے برادر بے نہایت درگہیست ۔۔۔ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست ۔۔۔ ،،
ہرچہ اندیشی پذیرائے فناست ۔۔۔ آنچہ در اندیشہ ناید آں خداست ۔۔۔ ،،
از پئے ادراک تو ہر جا کہ ہست ۔۔۔ حیرت اندر حیرت اندر حیرت است ۔۔۔ ،،
اے بروں از وہم و قال و قیل من ۔۔۔ خاک بر فرق من و تمثیل من ۔۔۔ ،،
ذرہ ذرہ در دو گیتی فہم تست ۔۔۔ ہرکرا گوئی خدا آں وہم تست ۔۔۔ (سنائی)
اے کہ در فہم خرد زبوں باشی ۔۔۔ عارف کردگار چوں باشی، ”عطار“
نسبت روئیت اگر باماہ و پروین کردہ اند ۔۔۔ صورت نادیدہ تشبیہے بہ تخمین کردہ اند ”حافظ“
آں نارسائی کہ بجز وہم نمیرسد ۔۔۔ پرواز تا کجائے آں طرف کبریا کنند ”بیدل“

کلما ہجس ببالک، او خطر بخیالک، فاللہ تعالیٰ بخلاف ذلک، جو تیرے دل میں آئے اور دماغ میں خطور کرے بالیقین اللہ تعالیٰ ان سب کے خلاف ہے۔ ابن عطاء اسکندری کا قول ہے، العقل آلہ العبودیۃ لا الاشراف علی الربوبیۃ، عقل بندگی کا ذریعہ ہے نہ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ۔ من عرف ربہ کل لسانہ، کانرا کہ خبر شد، خبرش باز نیامد۔ بیندہ را عبادت نیست، و عبادت کنندہ را دیدار نیست سہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی — نگاہِ بے زباں رکھ دی، زبانِ بے نگاہ رکھ دی (اصغر)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کا ارشاد ہے خدا کو قلب میں بسایا جا سکتا ہے، مگر دماغ میں رچایا نہیں جا سکتا جیسا کہ علامہ اقبال نے اپنے خطبات مدراس میں کہا ہے God is a percept and not a concept سورۂ طٰہٰ کی اس آیت سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے، وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (۱۱) ذہن اس کا احاطہ نہیں کر سکتا

اکبر الہ آبادی بھی اس دوڑ میں متقدمین کے ساتھ مساوی الاقدام ہیں :-

ذہن میں جو گھر گیا، لا انتہا کیونکر ہوا — جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا
دل میں تو سماتا ہے سمجھ میں نہیں آتا — بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے
کیوں خدا کے باب میں بحثوں کی اتنی دھوم ہے — ہست میں کچھ شک نہیں اور چیست نامعلوم ہے

بعض عارفین تام المعرفت اس کی ذاتِ مجرد کو اس ہستی کے داغ سے بھی ملوث ہونے نہیں دیتے۔ رسائل تصوف میں خواجہ میر دردؒ ان الفاظ میں اس کی توضیح کرتے ہیں، اصل تحقیق ہمین ست کہ مرتبۂ او سبحانہ از ہستی ہم ماورا ست (اصل تحقیق یہی ہے کہ اس ذات پاک کا مقام ہستی سے بھی ماورا ہے)۔

نیندیشد اندیشہ افزوں ازیں — کہ ہستی نہ، بلکہ بیروں ازیں

مرزا مظہر جانجاناںؒ کا ارشاد ہے، عقل عقلا در ادراک ادنیٰ کنہ اسماء و صفات او دائرہ وار سرگرداں ست، و فہم کبریٰ در تعقل صغریٰ مقام ذات او آئینہ تمثال حیران ہے

ز علیا اعلیٰ و بالا ز بالا — بلندی ہم نمی گنجد در آنجا
مقامش از عقول انبیاء پاک — رسل را ہم بکنہش نیست ادراک

خود علوم اولین و آخرین کے تاج دار مدینۃ العلمؐ کا ارشاد اپنے بارے میں یہ ہے، ما عرفناک حق معرفتک، لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک، ہمارے طورستان تجلی کے کلیمان اول۔ صدیقؓ و حیدرؓ۔ کا ارشاد ہے، العجز عن درک الادراک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادراک، والبحث عن سر ذات اللہ اشراک۔ اس میدان میں اعترافِ جہل ہی کو مقامِ عرفان حاصل ہے۔ ع معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد۔

تا بد انجا رسید دانش من   کہ بدانم ہمیں کہ نا دانم

بر رمزِ کارگاہِ ازل کیست وارسد   گر مانمی رسیم مگر عجزِ ما رسد (بیدلؔ)

یہی وجہ ہے کہ بجائے اللہ کی ذات اور صفات کے اس کی کاریگریوں (آلاء اللہ) پر غور و فکر کی ہدایت کی گئی ہے، تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ (الحدیث) یہ بادشاہوں کی سی تمثیلات اور اس کے دربار تک پہنچنے کے لیے درمیانی وسائل و ذرائع کا لزوم اسی کج اندیشی اور گمراہی فکر کا نتیجہ ہے۔ یہاں تو انسانیت کو کمال پر پہنچا کر اسلام نے نبوت کو بھی درمیان سے ہٹا لیا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے خطبات مدراس میں اس صورتِ حال کو پیش کیا ہے۔ In Islam apostleship reaches its perfection in discovering the need of own abolition.

اسلام میں رسالت ذروۂ کمال پر پہنچ کر خود اپنی برخاستگی و اختتام کی ضرورت کا انکشاف کرتی ہے لیس کمثلہ شیء، اور فلا تضربوا للہ الامثال کے "بھرپور وار سے ساری تمثیلی فلک بوس عمارتوں کو ثریا سے ثریٰ پر پہنچا دیا گیا" اور ہر صفت میں تنزیہہ، تقدیس، تحمید، تسبیح کی صورت پیدا کر دی۔ وہ سمیع ہے لیکن تمہارے جیسا نہیں، بصیر ہے لیکن تمہارے جیسا نہیں، علیم ہے لیکن تمہارے جیسا نہیں، جو کچھ بھی اس کے بارے میں کہو گے وہ اس سے پاک اور بلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی اسمائے الٰہی ہیں وہ توقیفی (موقوف بر سماع و نقل) ہیں۔ کیونکہ نام رکھنے کی وہی صلاحیت رکھتا ہے جو کسی کو کما حقہ جانتا ہو، ورنہ پھر مولانا روم کے اس دہقانی کی طرح ہوگا جس نے بادشاہ کی سب سے بڑھ کر تعریف اپنی دانست میں یہ کہہ کر کی تھی کہ تو جولاہہ نہیں ہے سے

جاہلے گفت شاہ را جولاہ نیست   مدح دانست و ز مدح آگاہ نیست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں بادشاہ کی تعریف میں اثباتی نہیں منفی پہلو اختیار کیا گیا لیکن تعریف کی اس محفوظ تر صورت میں بھی جہالت اور ناداںستگی کے باعث ٹھوکر لگ رہی ہے اور اس طرح کے اظہار میں بجائے تحسین کے تہجین پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن حمد بیت میں جو نام خدا کے لیے متعین کر دیے گئے ہیں انھیں ناموں سے اسے پکارنا اور یاد کرنا ..... سوئے ادب میں داخل ہے کہ ہم خدا کو، اے خالق مار و کژدم اور اے آفریدگار خوک و قاذورات کہہ کر پکاریں۔ اگرچہ کہ یہ حقیقت کے خلاف نہیں لیکن ادب کے خلاف ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیلؑ نے، واذا مرضتُ فھو یشفین، فرمایا، یعنی مرض کا انتساب اپنی طرف کیا اور شفا کا خدا کی طرف۔ تحمید و تقدیس اسی طرح پر کی جائے جیسا کہ بتلایا گیا ہے، ورنہ اس راہ کی ہر ٹھوکر تجسیم، تشبیہ، اور تشخص کے گڑھوں میں گرا دیگی اور برہمن کی طرح اپنی ہی صورت پر مورتی تراش کر پوجا شروع کر دو گے۔ بقول علامۂ اقبال:-

تراشیدم صنم برصورت خویش — بہ شکل خود خدا را نقش بستم
مرا از خود بروں رفتن محال است — بہ ہر رنگے کہ ہستم خود پرستم

اصغرؔ گونڈوی نے ان گوناگوں تصورات کی برق آسا کیفیات کو کس خوبی کے ساتھ لحن و صوت کے پردوں میں ٹیپ ریکارڈ کیا ہے:-

حسن کے فتنے اُٹھے میرے مذاقِ شوق سے — جس سے میں بے چین ہوں، وہ خود مری آواز ہے
میرے مذاق شوق کا اس میں بھرا ہے رنگ — میں خود کو دیکھتا ہوں کہ تصویر یار کو
سو بار تیرا دامن ہاتھوں میں مرے آیا — جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں تھا
جلوہ تراب تک ہے نہاں چشم بشر سے — ہر ایک نے دیکھا ہے تجھے اپنی نظر سے
وہ شوخ بھی معذور ہے، مجبور ہوں میں بھی — کچھ فتنے اُٹھے حسن سے، کچھ حسنِ نظر سے

معرفت الٰہی کی صرف ایک ہی راہ انسان کے لیے کھلی ہوتی ہے اور وہ ہے عرفانِ نفس ؛ من عرف نفسہ، فقد عرف ربہ، خود شناسی خدا شناسی ہے۔ الوہیت نما ید جلوہ ....

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

در صحنِ عبودیت، شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فتح العزیز میں ایک مقام پر کیا خوب فرمایا ہے، کہ چوں بندہ خود را مقہور دید، ربّ خود را قاہر خواہد دید۔ چوں بندہ خود را ممکن شناخت، ربّ خود را بوجوب خواہد شناخت، و چوں خود را مملوک دانست، ربّ خود را مالک خواہد دانست، و چوں خود را مفقود در دید، ربّ خود را قادر خواہد دید، و چوں خود را مامور و ذلیل شناخت، ربّ خود را آمر و عزیز خواہد شناخت و علیٰ ہذا القیاس۔ ارمغان حجاز میں علامہ اقبالؒ کا بھی یہی مشورہ ہے:

مسلماں را ہمیں عرفان و ادراک
کہ در خود فاش بیند رمز لولاک
خدا اندر قیاس ما نہ گنجد
شناس آں را کہ گوید ما عرفناک

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست برخاکِ ادب خفتن
سجودے میتواں کردن، درودے میتواں گفتن (بیدل)

انہ میسر لکل عسیر وھو علیٰ ما یشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر

ندوۃ المصنّفین دہلی کی جدید مطبوعات

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں۔ مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری قیمت مجلد نو روپے

ترجمان السنۃ جلد چہارم۔ حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحب رحمۃ اللہ قیمت مجلد سولہ روپے

تفسیر مظہری اردو جلد ششم ترجمہ مولانا سید عبدالدائم صاحب جلالی۔ قیمت مجلد پندرہ روپے

حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی فقہ۔ حنیفہ رضی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ قیمت مجلد آٹھ روپے

ندوۃ المصنّفین۔ اردو بازار۔ جامع مسجد دہلی ۶

© rasailojaraid.com